سلسلۂ مطبوعات مجلس: ۱۵۰

اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں

حدیث کا بنیادی کردار

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بار سوم

۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء

نام کتاب	:	اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل وحفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار
نام مصنف	:	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
صفحات	:	۵۶
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	(حشمت علی) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
طباعت	:	کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	Rs. 20/-

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

فون نمبر: 0522-2741539، فیکس نمبر: 0522-2740806

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

''اسلامی مزاج وماحول کی تشکیل وحفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار''

پیش لفظ	۵
بعثت محمدی کے مقاصد اور شعبہ ہائے چہارگانہ	۹
وہ عناصر وعوامل جنہوں نے صحیح اسلامی مزاج وماحول کی تشکیل کی	۱۱
صحابۂ کرام کی اسلامی زندگی میں ذوق، مشاہدہ اور صحبت کا حصہ	۱۲
قرآنی اخلاق	۱۵
احکام پر بسہولت عمل کرنے کے لیے مناسب ماحول اور سازگار فضا کی ضرورت	۱۸
قدیم مذاہب نے کس طرح اپنے انبیاء کے صحیح احوال واقوال کو گم کردیا؟	۲۰
خلا کو پُر کرنے کی کوشش اور بزرگوں کے حکایات و''ملفوظات'' کے مجموعے	۲۱
انبیائے سابقینؑ کی سیرتوں اور حدیث وسیرت نبوی کا ایک سرسری موازنہ	۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

کتب حدیث وسیرت کی صحت واستناد اوران کی جامعیت واحتواء	۳۰
حدیث مسلمانوں کی مستند زندگی کے معیار ومیزان کی حیثیت سے	۳۵
حدیث، احتساب امت کا ایک طاقتور ذریعہ اور مصلحین ومجددین امت کی ایک تربیت گاہ	۳۶
تاریخ کی معتبر شہادت، اوراصلاح وتجدید کی تحریکوں میں حدیث وسنت کا بنیادی حصہ	۳۷
امت میں دینی ذوق اوراسلامی مزاج کا تسلسل وتوارث	۴۸
انکار حدیث کے نئے محرکات وعوامل	۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

پیش نظر رسالہ ''رابطۂ عالم اسلامی'' (مکہ مکرمہ) کے توسیعی خطبات کی ایک کڑی ہے، رابطہ ہر سال موسم حج میں مختلف ممالک کے ممتاز اہل علم واہل نظر کے مطالعہ وتحقیق اور افکار وخیالات سے موسم حج میں آئے ہوئے صاحبِ ذوق حجاج اور مکۂ معظّمہ کے اہل علم وطلب کو مستفید ہونے کا موقع دیتا ہے، اور رابط کے مرکز کے وسیع کانفرنس ہال میں ان کی تقریروں اور مقالات کے سنانے کا انتظام کیا جاتا ہے، اس سال (۱۴۰۱ھ) اس کے سکریٹری جنرل معالی الشیخ محمد علی الحرکان نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں اس سال کے دورۂ محاضرات کا افتتاح کروں، اور ''حجیت حدیث'' پر مقالہ پڑھوں، میں نے شکریہ کے ساتھ یہ دعوت قبول کی، لیکن موضوع میں کسی قدر ترمیم کی تجویز پیش کی کہ حُجیت حدیث کے موضوع پر بہت کچھ لکھا اور کہا جاچکا ہے، خاص طور پر ہمارے فاضل دوست اور مجاہد داعی دین ڈاکٹر مصطفیٰ

www.abulhasanalinadwi.org

السباعی کی فاضلانہ ومحققانہ کتاب "السنة ومكانتها في التشريع الاسلامي" اس موضوع پر کافی وافی ہے، میں نے اپنے لیے "اسلامی مزاج وماحول کی تشکیل وحفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار" کا موضوع منتخب کیا، شیخ محمد علی الحرکان اور محاضرات کی تنظیمی مجلس نے میرے اس خیال سے اتفاق کیا، اور مجھے اس موضوع پر لکھنے اور بولنے کی اجازت دی، یہ مقالہ سہ شنبہ ۱۶/ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ (۱۳/ستمبر ۱۹۸۱ء) کی شب میں پڑھا گیا، اس موقع پر متعدد علمائے مکہ وجامعۂ ملک عبدالعزیز کے اساتذہ اور اہل علم اور اہل ذوق حجاج کی ایک متعدبہ تعداد موجود تھی۔

اس مقالہ میں ایک نئے زاویۂ نگاہ اور ایک نئے اسلوب سے یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ حدیث مسلمانوں کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہے، امت کو سنت کی کس قدر ضرورت ہے، اور اس امت کے سنت مطہرہ سے رشتہ منقطع ہوجانے اور حدیث نبوی کے سرمایہ سے محروم ہوجانے میں امت کا کتنا بڑا خسارہ، اور وجود اسلامی کے لیے کتنا بڑا خطرہ مضمر ہے، حدیث کے سند وحجت ہونے کے بارے میں شک وشبہ وبے اعتمادی پیدا کرنے کی عالم اسلام کے بعض گوشوں میں جو تحریک چل رہی ہے وہ اسلام کے خلاف کتنی گہری اور خطرناک سازش ہے، اور اس کے پیچھے کون سے مقاصد ومحرکات سرگرم عمل ہیں۔

اس مقالہ میں بار بار لکھی اور کہی ہوئی چیزوں اور دلائل کے اعادہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے احتراز کیا گیا ہے کہ اس پر ایک پورا کتب خانہ تیار ہو چکا ہے، راقم نے اپنے اس مقالہ میں اس جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہن ونفسیات کی رعایت کی ہے، جس کی ذہنی تربیت ومعلومات مغربی مصنفین اور مستشرقین کی کتابوں کے ساختہ پرداختہ ہیں، اور جو دقیق علمی بحثوں اور فنی اصطلاحات وتفصیلات سے نہ صرف نامانوس بلکہ متوحش ہے، جس کی زبان وقلم پر اکثر یہ سوال آتا رہتا ہے کہ حدیث کی عملی قیمت وافادیت کیا ہے؟ وہ ایک مسلمان کی عملی زندگی کے لیے کیوں ضروری ہے؟ اس کے نہ ہونے یا اس سے صرفِ نظر کر لینے سے ہماری اجتماعی زندگی اور مسلم معاشرہ میں کیا خلا واقع ہوتا، اور کیا نقص لازم آتا ہے؟ یہ سوال کبھی بے تکلفی کے ساتھ زبان وقلم پر آجاتا ہے، اور کبھی دل ودماغ کی خلش بن کر سینوں میں نہاں رہ جاتا ہے، راقم سطور نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، اس کو امید ہے کہ اس سے وہ ''حسابی ذہن'' بھی مطمئن ہوگا، جو نظریات اور عقلی احتمالات سے بالعموم گریز کرتا ہے، اور صرف واقعات وحقائق کے سامنے اور ریاضی کے بدیہی نتائج کے طرز کی چیزوں کے سامنے سپر ڈالنے کا عادی ہے، اس مقالہ میں جو کوئی مستقل تصنیف اور علمی وتحقیقی کتاب کی حیثیت نہیں رکھتا، مسئلہ کا حقیقت پسندانہ، انسانی نفسیات، زندگی کے حقائق اور تاریخ کی ناقابل انکار شہادتوں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے، امید ہے کہ وہ سب حضرات جو حدیث کی ضرورت وافادیت کو تعصبات ومفروضات سے خالی الذہن

www.abulhasanalinadwi.org

ہوکر خلوص، صدق طلب اور سلامت فکر کے ساتھ سمجھنا چاہتے ہیں، انشاء اللہ اس مقالہ سے مطمئن ہوں گے، اور شاید ان کو مزید مطالعہ اور حدیث وسنت کے قیمتی سرمایہ کو قدر وعظمت کی نظر سے دیکھنے کی توفیق ہو۔

راقم السطور نے اس موضوع کے بعض پہلوؤں پر عرصہ ہوا اردو میں بھی کچھ لکھا تھا(۱) اس اردو ایڈیشن میں اس کو بعینہ لے لیا گیا ہے، جو حصہ اردو میں نہیں تھا، اصلاً عربی ہی میں لکھا گیا اس کا ترجمہ مولوی سید سلمان ندوی سلّمہٗ (مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء) نے جو سفر حجاز میں راقم کے ساتھ تھے، بڑی خوبی سے کیا، اب یہ رسالہ اردو داں حضرات اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی خدمت میں ''مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے، خدا سے دعا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں مؤثر وکامیاب ثابت ہو، اور اس کو حدیث وسنت کی خدمت کے مبارک وزرّیں سلسلہ میں کوئی جگہ مل جائے کہ اس سے بڑھ کر مصنف کے لیے سعادت ومسرت کی کوئی بات نہیں ع

بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

ابوالحسن علی ندوی

۲۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ — دائرہ شاہ علم اللہؒ

۲۲ر نومبر ۱۹۸۱ء — رائے بریلی

---

(۱) اس کا ایک حصہ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی مقبول کتاب ''معارف الحدیث'' جلد دوم کے مقدمہ میں (جو راقم سطور کے قلم سے ہے) شامل ہے، (ص ۱۱ تا ۲۰)

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی مزاج وماحول کی تشکیل وحفاظت میں
حدیث کا بنیادی کردار

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

بعثت محمدی کے مقاصد اور شعبہ ہائے چہارگانہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت وتعلیم کے مقاصد ونتائج جہاں قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں، وہاں صراحۃً ان چار چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۱۔ تلاوت، ۲۔ تعلیم کتاب، ۳۔ تعلیم حکمت، ۴۔ تزکیۂ نفس۔

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْأُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔ (۱)

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا، جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے، اور انہیں پاک کرتا

---

(۱) سورۃ الجمعہ: ۲

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ.(۱)

جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

درحقیقت بعثت محمدی ان چاروں شعبوں پر مشتمل تھی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح دنیا کو نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا، نیا علم وحکمت عطا کیا، اسی طرح نئے اخلاق، نئے جذبات وکیفیات، نیا یقین وایمان، نیا ذوق وشوق، نئی بلند نظری، نیا جذبۂ ایثار، نیا شوقِ آخرت، نیا جذبۂ زہد وقناعت، دنیا کی متاعِ حقیر اور دولتِ فانی کی تحقیر، نئی محبت والفت، حسن سلوک وہمدردی، برّ ومواسات، مکارم اخلاق، اسی طرح سے نیا ذوق عبادت، خوف وخشیت، توبہ وانابت، دعا وتضرّع کی دولت عطا فرمائی، اور انہیں خصوصیتوں کی بنیاد پر وہ نیا اسلامی معاشرہ اور دینی ماحول قائم ہوا، جس کو ''عہد رسالت'' اور ''عہد صحابہ'' کے لفظ سے عام

(۱) سورۃ البقرہ:۱۵۱

www.abulhasanalinadwi.org

طور پر تعبیر کیا جاتا ہے، صحابۂ کرامؓ ان مقاصد ونتائج بعثت کے کامل ترین نمائندہ اور بہترین نمونہ تھے، اگر ان شعبہائے نبوت کو عام زندگی میں جلوہ گر دیکھنا ہو تو صحابۂ کرامؓ کی جماعت کو دیکھ لیا جائے۔

وہ عناصر وعوامل جنہوں نے صحیح اسلامی مزاج اور ماحول کی تشکیل کی

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ورسالت وتعلیم ان تمام سعادتوں کا سرچشمہ تھی، اور اس سے یہ پوری زندگی اور قرن اول کا اسلامی معاشرہ وجود میں آیا، لیکن اگر اس کے طریق عمل کی تفصیل اور اس کے ذرائع ووسائل کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مُحیّر العقول انقلاب کا ذریعہ اور اس نئے معاشرہ اور نئی امت کی تشکیل کے عناصر وارکان یہ تین چیزیں تھیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی، آپ کی زندگی، سیرت واخلاق۔

۲۔ قرآن مجید۔

۳۔ آپ کے ارشادات وہدایات، مواعظ ونصائح اور تعلیم وتلقین۔

اگر غور کیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ بعثت نبوی کے مقاصد ونتائج کے کامل ظہور میں اور جدید امت کی تعمیر وتشکیل میں ان تینوں عناصر وارکان کا دخل ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان تینوں کے بغیر ایک مکمل معاشرہ، مکمل

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی، اورایک ایسی ہیئت اجتماعی جس میں عقائد، اعمال، اخلاق، جذبات، اذواق، رجحانات، تعلقات، سب ہی ہوں، وجود میں نہیں آسکتی، زندگی کے لیے زندگی شرط ہے، یہاں دیئے سے دیا جلتا ہے، صحابۂ کرامؓ اوران کے صحیح جانشینوں کی زندگی میں ہمیں عقائد واعمال کے ساتھ جوخالص اسلامی اخلاق، اوراس سب کے ساتھ جواعلیٰ اذواق اور گہرے دینی جذبات اوردینی کیفیات نظر آتی ہیں، وہ تنہا تلاوتِ کتاب کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس کامل ترین، موثر ترین، محبوب ترین زندگی کا بھی اثر ہے، جوشب وروز ان کے سامنے رہتی تھی، اس سیرت واخلاق کا بھی نتیجہ ہے، جوان کی آنکھوں کے سامنے تھے، اوران مجالس اور صحبتوں کا بھی فیض ہے، اوران ارشادات ونصائح وتلقین کا بھی جس سے وہ حیات طیبہ میں برابر مستفید ہوتے تھے، اس سب کے مجموعہ سے اسلام کا وہ مزاجِ خاص وجود میں آیا جس میں صرف قواعد وضوابط اوران کی قانونی پابندی نہ تھی، بلکہ ان پر عمل کرنے کے محرکات وترغیبات اورعمل کی صحیح کیفیات اورروح بھی تھی، حدود کی پابندی اورحقوق کی ادائی کے ساتھ لطیف احساسات اورمکارم اخلاق کے دقائق بھی تھے۔

صحابۂ کرامؓ کی اسلامی زندگی میں ذوق، مشاہدہ اورصحبت کا حصہ

صحابۂ کرامؓ نے قرآن مجید سے "اقامة صلوٰة" کا حکم پایا تھا اور "اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ" (۱) کی تعریف بھی سنی تھی،

(۱) المؤمنون: ۲

www.abulhasanalinadwi.org

مگر انہوں نے اس کی صحیح کیفیت اسی وقت معلوم کی جب آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں، اور آپ کے رکوع وسجود کی کیفیت دیکھی، جس کو انہوں نے "نسمع له ازيزاً كأزيز المرجل من البكاء" (۱) (ہم آپ کے سینہ کی آواز فرطِ گریہ سے اس طرح سنتے تھے، جیسے ہانڈی میں ابال آتا ہے) کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے، انہوں نے قرآن مجید سے سمجھا تھا کہ نماز مومن کا ایک محبوب فعل ہے، لیکن جب تک انہوں نے زبان نبوی سے "وجعل قرة عيني في الصلاة" (۲) (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اور بے قراری اور انتہائے شوق واضطراب کے ساتھ "يابلال اقم الصلاة ارحنابها" (۳) (بلال نماز کی اقامت کہہ کر مجھے آرام پہونچاؤ) نہیں سنا، ان کو نماز کے ساتھ اس عشق وشغف کا اندازہ نہیں ہوا، اسی طرح جب تک انہوں نے خاصان امت کے سلسلہ میں "ووجل قلبه معلق في المساجد" (۴) (ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے، مسجد سے نکل کر جب تک دوبارہ مسجد نہیں آتے ان کو چین نہیں آتا) کے الفاظ نہیں سنے، ان کو مسجد اور قلب مومن کا باہمی تعلق معلوم نہیں ہوسکا، انہوں نے قرآن مجید میں بابار دعا کی ترغیب دیکھی تھی، دعا نہ کرنے والوں پر عتاب بھی سنا تھا، اور تضرّع وابتہال (گریہ وزاری اور الحاح واصرار) کے الفاظ ومفہوم سے بھی وہ آشنا تھے، لیکن اس کی حقیقت انہوں نے اس وقت جانی جب انہوں

(۱) ابوداؤد، ترمذی۔ (۲) نسائی۔ (۳) ابوداؤد۔ (۴) بخاری ومسلم

www.abulhasanalinadwi.org

نے میدان بدر میں آپ کو خاک پر سر رکھے یہ الفاظ کہتے سنا کہ "اللّٰھم انشدك عهدك ووعدك اللّٰھم ان شئت لم تعبد" (۱) (اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کرنا۔ تو تیری عبادت نہ ہو) اور بے قراری کی وہ کیفیت دیکھی جو ابوبکرؓ سے نہ دیکھی جا سکی یہاں تک کہ انہوں نے عرض کیا "حسبك" (یا رسول اللہ کافی ہے) ان کو معلوم تھا کہ دعا کی روح، بندگی اور اپنی عجز و درماندگی کا اظہار ہے، اور جس دعا میں یہ جوہر جس قدر زیادہ ہو، اسی قدر وہ دعا قیمتی ہے، لیکن بندگی اور عجز و درماندگی کی حقیقت ان کو جب معلوم ہوئی جب انہوں نے عرفات میں آپ کو یہ کہتے سنا:۔

اللّٰھم انك تسمع كلامي وترى مكاني وتعلم سرّي وعلانيتي، لايخفى عليك شئى من أمرى، وأنا البائس الفقير المستغيث المستجير، الوجل المشفق، المُقرّ المعترف بذنبي، أسألك مسالة المسكين، وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل، وأدعوك دعاء الخائف الضرير، ودعاء من خضعت لك رقبته، وفاضت لك عبرته، وذلّ لك جسمه، ورغم لك أنفه، اللّٰھم لاتجعلنى بدعائك شقيّا وكن لّي رؤفا رحيماً، يا خير المسئولين ويا خير المعطين. (۲)

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب المغازی۔ (۲) کنز العمال عن ابن عباسؓ

www.abulhasanalinadwi.org

اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے، اور میری جگہ کو دیکھتا ہے، اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں، جیسے بیکس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں، جیسے گنہگار و ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے، اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوفزدہ، آفت رسیدہ طلب کرتا ہے، اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو، اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں، اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو، اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ، اور میرے حق میں بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر، اے سب دینے والوں سے اچھے۔

قرآنی اخلاق

قرآن کے مخاطبین اولین نے قرآن مجید میں دنیا کی بے حقیقی و بے ثباتی اور آخرت کی اہمیت اور پائیداری کا ذکر پڑھا تھا اور "وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ، وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ" (۱)

(۱) الروم: ۶۴

www.abulhasanalinadwi.org

(اور دنیا کی یہ زندگی محض کھیل تماشہ ہے، اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے) کے الفاظ ان کو یاد تھے، مگر اس کی حقیقت اور عملی تفسیر ان کو آپ کی زندگی ہی سے معلوم ہوئی، اور آپ کے طرز زندگی اور گھر کے نقشہ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھے کہ آخرت کو اصل زندگی سمجھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے، اور آخرت کو اصل زندگی سمجھنے والوں اور "اللّٰھم ان العیش، عیش الآخرۃ" (۱) پر ایمان رکھنے والوں کی خانگی زندگی اور معیشت کیا ہوتی ہے، اس عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب کے ساتھ جب ان کے سامنے ارشاداتِ نبوی میں جہنم کے شدائد ومصائب، اور جنت کے انعامات ولذائذ کی تفصیل اور تصویر آتی تو ان کے اندر خوف اور شوق کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوتی، اور ان دونوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت کھنچا رہتا۔

اسی طرح وہ رحمت، تواضع، خلق، رفق جیسے اخلاق وتعلیمات کے مفہوم سے آشنا تھے، صاحبِ زبان بھی تھے، اور قرآن مجید میں صاحبِ نظر بھی تھے، لیکن ان الفاظ کی وسعت، عملی زندگی میں ان کی تطبیق، نیز صحیح عمل، ان کو صرف اس وقت معلوم ہوا، جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمزوروں، عورتوں، بچوں، یتیموں، غریبوں، بوڑھوں اور اپنے عام رفقاء واصحاب اہلِ خانہ اور خدام کے ساتھ برتاؤ دیکھا، اور آپ کی اس بارے میں ہدایات، وصیتیں، اور ارشادات سنے، ان کو عامۃ المسلمین

(۱) صحیح بخاری، کتاب المغازی

www.abulhasanalinadwi.org

کے حقوق کے ادا کرنے کی اجمالی ہدایت قرآن سے مل چکی تھی، مگر اس کی بہت سی صورتیں (مثلاً عیادت مریض، اتباع جنائز، تشمیت عاطس وغیرہ وغیرہ) ایسی تھیں جو شاید لاکھوں انسانوں کے ذہن میں خود نہ آتیں، اور اگر آتیں تو ان کی اہمیت نہ معلوم ہوتی، اسی طرح والدین واہل حقوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں پورے شدومد کے ساتھ ہے مگر کتنے معلمین اخلاق ہیں، جن کا ذہن والدین کے ساتھ حسن سلوک وادائے حقوق کے اس رفیع وبدیع مقام تک پہونچتا جس کا اظہار حدیث نبوی "ان من ابرّ البرّ صلة الرجل أهل وُدّ أبيه بعدأن يولّى" (۱) (فرزند کے حسن سلوک ووفاداری کا بہترین درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں اور اہل بیت کے ساتھ سلوک کرے) اور کتنے ذہین ہیں جو وفاداری اور شرافت کے اس مقام بلند تک پہونچ سکتے، جس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے "وربما ذبح الشاة ثم يقطعها أعضائاً ثم يبعثها فى صدائق خديجة" (۲) (اور بکثرت ایسا ہوتا کہ آپؐ کے یہاں بکری ذبح ہوتی تو آپ اس کے پارچے الگ الگ کراتے، پھر وہ ٹکڑے اپنی مرحومہ بیوی خدیجہؓ سے میل محبت رکھنے والیوں کے یہاں بھیجتے)

حدیث کے شعبۂ معاشرت واخلاق کی یہ دو تین مثالیں ہیں، جن

(۱) صحیح مسلم۔ (۲) بخاری، مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کیسی رہنمائی کرتی ہے، اور کیسا نیا علم عطا کرتی ہے، اور وہ انسانیت کے لیے کیسا بیش بہا خزانہ ہے۔

احکام پر بسہولت عمل کرنے کے لیے مناسب ماحول اور سازگار فضا کی ضرورت

دوسری طرف مذاہب وادیان کی تاریخ کا یہ طویل و مسلسل تجربہ ہے کہ محض ایک اجمالی اور قانونی حکم اور ضابطہ کسی عمل کو اپنی صحیح روح اور کیفیات کے ساتھ وجود میں لانے کے لیے کافی نہیں ہوتا اور وہ فضا پیدا نہیں کرتا جو اس عمل کو مثمر اور منتج بنانے کے لیے درکار ہے، مثال کے طور پر اقامت صلوٰۃ کا اجمالی حکم وہ ذہنیت، ماحول، اور فضا نہیں پیدا کرسکتا جو نماز کی روح وجسم کی حفاظت، اس کی پابندی اور اس کے صحیح روحانی، ذہنی، قلبی، اجتماعی اور اخلاقی نتائج واثرات کے بروئے کار آنے کے لیے معاون ومددگار ہے، اس کے لیے ان مبادی ومقدمات، آداب وہدایات کی ضرورت ہے جو اس عمل کو مہتم بالشان، وقیع ومؤثر بنائیں، اسی بنا پر نماز کے لیے خود قرآن مجید میں وضو، طہارت، شعور وتعقل، خشوع وخضوع، سکوت وقنوت اور جماعت کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اہل نظر سے مخفی نہیں کہ اس میں ضروری وقابلِ عمل حد تک جس قدر آداب وفضائل اور خارجی انتظامات کا

www.abulhasanalinadwi.org

اضافہ ہوگا، وہ فضا اور ماحول تیار ہوگا جس میں نماز اپنے پورے ثمرات اور روحانی واجتماعی واخلاقی اثرات ظاہر کرے گی، اور حدیث وسیرت کا مطالعہ کرنے والے، اور ان پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ کے ارشادات وہدایات نے اس میں وہ معقول اضافہ کیا ہے، جس سے نماز تزکیۂ نفس، تربیت اخلاق اور توجہ الی اللہ وانقطاع عن الخلق، نیز امت کی تعلیم وتربیت اور نظم ووحدت کا موثر ترین ذریعہ بن گئی ہے، مثلاً وضو کی نیت وفضیلت اور اس کا استحضار، مساجد کی طرف جانے اور اس کے راستے میں پڑنے والے قدموں کی فضیلت، راستہ کی دعا، مسجد میں داخل ہونے کا ادب اور ذکر، تحیۃ المسجد یا سنن راتبہ، نماز کے انتظار کی فضیلت اور بیٹھنے کا ادب، جماعت کا ثواب، اذان واقامت کا ثواب، امامت کی فضیلت ومنصب اور اس کے احکام، امام کے اتباع کی تاکید، صفوں کی ترتیب اور صفوں میں کھڑے ہونے والے آدمیوں کی ترتیب، مساجد میں تعلیم وتعلم کے حلقوں کی فضیلت، ذکر کے حلقوں کی فضیلت، مسجد سے نکلنے کا ادب، اور اس کا ذکر وغیرہ وغیرہ، ظاہر ہے کہ ان فضائل، نیز ان آداب وہدایات کے علم وعمل سے نماز کتنی مہتم بالشان چیز اور تزکیہ واصلاح، تعلیم وتربیت اور انابت وتوجہ الی اللہ کا کیسا مؤثر ذریعہ بن جاتی ہے، پھر اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازوں کی کیفیت، نوافل کے ذوق، قرآن مجید پڑھنے میں رقت ومحویت کے

www.abulhasanalinadwi.org

واقعات کا (جو احادیث میں اہتمام کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں) اضافہ کیجئے اس مجموعے سے امت کی نماز کس مقام تک پہونچ جاتی ہے، اور اس کے لیے کیسا ذہنی اور روحانی ماحول تیار ہوتا ہے، صوم وزکوٰۃ وحج کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے، اور حدیث سے ان کے آداب وفضائل، معمولات نبوی اور واقعات زندگی کو جمع کر کے غور کرنا چاہئے کہ اگر ان عبادات کو ان آداب وفضائل اور واقعات سے مجرد ومنقطع کرلیا جائے، اور ان کو اس ماحول سے جدا کرلیا جائے، جو حدیث ان کے لیے مہیا کرتی ہے، اور جو اَب حدیث کی بنا پر ان کے ساتھ لازم ہوگیا ہے تو ان کی تاثیر کہاں تک باقی رہتی ہے، اور ان میں جذبات کو ابھارنے ذوق وشوق کو پیدا کرنے، استقامت عطا کرنے اور قلب ودماغ کو غذا اور جلا عطا کرنے اور ایک ایسے نئے معاشرہ کی تعمیر کی (جس کے اندر عبادت وتقویٰ وانابت کی روح سرایت کئے ہوئے ہو) کہاں تک صلاحیت باقی رہ جاتی ہے۔

قدیم مذاہب نے کس طرح اپنے انبیاء کے صحیح احوال واقوال کو گم کردیا؟

درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور ارشادات وہدایات (جن کے مجموعہ کا معروف نام حدیث وسنت ہے) دین کے لیے وہ فضا اور ماحول مہیا کرتے ہیں، جس میں دین پودہ سرسبز وبارآور ہوتا ہے، دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں، وہ جذبات، واقعات

www.abulhasanalinadwi.org

اور عملی مثالوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، ان جذبات وواقعات، اور عملی مثالوں کا سب سے بہتر اور مستند مجموعہ وہ ہے، جو خود پیغمبر کی ذات سے متعلق اور اس کے حالات زندگی سے ماخوذ ہو، یہودی اور عیسائی، نیز ایشیا کے دوسرے مذاہب اس لیے بہت جلد مفلوج ہوکر رہ گئے کہ ان کے پاس اپنے پیغمبروں کی زندگی کے مستند واقعات اور ایمان آفریں کلام کا مجموعہ محفوظ نہیں رہا تھا، اور ان مذاہب کو وہ ذہنی ماحول اور فضا میسّر نہیں تھی، جس میں پیروانِ مذاہب دینی نشوونما اور روحانی بالیدگی حاصل کرتے، اور مادیت والحاد کے حملوں سے محفوظ رہتے، انہوں نے بالآخر اس کی ضرورت تسلیم کرکے اس خلا کو پیروانِ مذاہب و ''پیروان طریقت'' کے واقعات وملفوظات سے پُر کیا، مگر اس ''خانہ پُری'' نے رفتہ رفتہ مذاہب کو بدعات ورسوم اور نئی نئی تفسیروں کا ایسا مجموعہ بنادیا، جس میں اصل مذہب کی تعلیم گم ہوکر رہ گئی، ان مذاہب واقوام کی اپنے پیغمبروں کی سیرت اور مستند واقعاتِ زندگی کے بارے میں بے بضاعتی وتہی دامنی اب ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت بن گئی ہے۔

خلا کو پُر کرنے کی کوشش اور بزرگوں کے حکایات و ''ملفوظات'' کے مجموعے

اسی مقصد کے تحت تلمود(۱) کے صحیفے تیار ہوئے اور یہودیوں کا

(۱) تلمود مشنا اور جیمارہ کا مشترک نام ہے، جو زبانی شریعت اور یہودیوں کے دوسرے رسم ورواج اور عادات پر مشتمل ہے، تلمود کے نسخے جو..... زیادہ سے زیادہ بڑی تقطیع پر بارہ جلدوں میں ہیں، تفاسیر وحواشی پر مشتمل ہیں اور بکثرت ہیں، (دائرۃ المعارف للبستانی) جیوش انسائیکلوپیڈیا میں ذکر کیا گیا ہے کہ تلمود اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وثنیت (بت پرستی) میں یہودیوں کے لیے بڑی کشش پائی جاتی تھی جیوئش انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۱، ۱۲: ص ۵۹۶-۶۹۰

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی تلاوت وشرح اور مطالعہ سے اس قدر اشتغال بڑھا کہ توراۃ کی حیثیت ثانوی رہ گئی، علمائے یہود کے ایسے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں، جو تلمود کو عہد قدیم کے صحیفوں پر ترجیح دیتے ہیں، تلمود کے ان صحیفوں میں طبعی طور پر اور بے بنیادی یہودی افکار اور خارجی اثرات قبول کرنے والے پست یہودی معاشرہ کے اثر سے بہت سے ایسے قصے کہانیاں داخل ہوگئیں، جن کا تعلق محض خیال آرائی یا خوش اعتقادی اور اوہام پرستی سے ہے، ان پر خدا کا یہ فرمان صادق آتا ہے "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" (۱) (اور انہوں نے خدا کی قدر جیسی جانی چاہئے تھی نہ جانی) عیسائیوں نے اپنے طور پر مختلف کتابیں تالیف کیں، اور عہد جدید کے صحیفوں میں ان کا اضافہ کردیا، اضافہ شدہ کتابوں میں "رسولوں کے اعمال" "پولس رسول کے خطوط" "پطرس کے خطوط" "یوحنا کے خطوط" اور "یوحنا عارف کا مکاشفہ" وغیرہ ہیں (۲)۔

برہمن اور قدیم ہندو مذہب کے پیروؤں کا زیادہ تر شغف "گیتا" سے رہا جو شری کرشن جی کے ملفوظات واقوال پر مشتمل ہے، اسی طرح "رامائن" سے جو رام چندر جی کے تذکرہ اور حکایات کا مجموعہ ہے، نیز مہابھارت اور اس طرح کے جنگی قصوں اور شاہناموں سے رہا، یہی حال ایرانی مجوسیوں کا "اوستا" کی شرح "زندافیست" کے ساتھ ہے۔

---

(۱) الحج: ۷۴۔ (۲) ملاحظہ ہو "کتاب مقدس" یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ (مطبوعہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور) ص: ۱۰۷-۲۴۲

www.abulhasanalinadwi.org

یہ کتابیں ان مذاہب کے ماننے والوں اوران قدیم مذاہب کواپنے ابتدائی مبلغین اورداعیوں کی تعلیمات، ان کی زندگی وکردار، ان کے حقیقی رجحانات سے واقف کرائے، ان کی زندگی اپنانے، ان کے اسوہ پرعمل کرنے اوران کی دعوت وعقیدہ کی حفاظت کا جذبہ بیدار کرنے سے قاصر رہیں، بلکہ انہوں نے فائدہ کم نقصان زیادہ پہونچایا، اوریہی کتابیں ان قوموں کے دینی ذوق کے فساد، ان کی فطرت کے انحراف، اور ہراس چیز کی (جوتخیل پرمبنی، حقیقت سے بہت دوراورفطرت سلیم سے ٹکرانے والی ہو) تقدیس وتعظیم وپرستش کی ذمہ دار ہیں، ان قوموں کے ادب وزبان، ان کے خیالات وتصورات، ان کے معاشرے اورخواہشات ورجحانات پران کتابوں کا گہرااوردوررس اثر پڑا، اوراب بھی قائم ہے، ان کتابوں نے تدریجی طور پران مذاہب کو بدعتوں، خرافات، دوراز کارتاویلات، اورانتہاپسندانہ نت نئی شروح وتفسیرات کا ایسا معجونِ مرکب بنادیا جس میں ان مذاہب کی حقیقی تعلیمات اس طرح گم ہوگئیں جیسے سمندر میں سرکہ کاایک قطرہ۔

انبیائے سابقینؑ کی سیرتوں اورحدیث وسیرت نبویؐ کا ایک سرسری موازنہ

خدا کی یہ مصلحت وحکمت، انبیائے سابقین کے سیروحالات اورسیرت نبویؐ کے تقابل وموازنہ سے آشکارا ہوتی ہے، جب انسان اس

www.abulhasanalinadwi.org

سیرت اور دوسرے انبیاء کی سیرتوں کا تقابل اور موازنہ کرتا ہے، تو اسے وہ قدیم سیرتیں، امم سابقہ کے جہل وتغافل اور تاریخ کے خونی حوادث کی تاریکیوں میں گم نظر آتی ہیں، اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انہوں نے خاص زمانہ میں ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور مشعلِ راہ کا کام کیا، لیکن ہمیشہ ان کے محفوظ رہنے اور قیامت تک کی نسلوں تک بے کم وکاست پہونچنے کی عملاً کوئی ضرورت نہ تھی۔

اس کے لیے ہمیں حضرت مسیحؑ کی سیرت کا مطالعہ ہی کافی ہے، حضرت مسیحؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آخری نہیں ہیں، اوران کی حلقہ بگوش ایک ایسی امت ہے، جس کا علمی وتصنیفی شغف تمام دنیا پر روشن ہے، اسی کے ساتھ اس کی محبت وعقیدت اپنے پیغمبر سے غلو ومبالغہ کی حد تک پہونچی ہوئی ہے، اوراس نے ان کو بشریت کے دائرہ سے نکال کر الوہیت کے دائرہ میں داخل کردیا ہے، لیکن وہ بھی دنیا کے سامنے اپنے نبی کے صرف ایسے مختصر اورادھورے معلومات ہی پیش کرسکی، جو کسی طرح ایک مکمل انسانی زندگی کی تصویر نہیں بناتے، جسے انسان اپنی نجی زندگی میں سامنے رکھے، یا جس کی روشنی میں کوئی صالح معاشرہ وجود میں آسکے، ابھی کچھ دنوں پہلے تک مسیحی دنیا کا خیال تھا کہ ''عہد جدید'' یعنی انجیل، سیرت مسیحؑ کے آخری تین سال کے واقعات پر مشتمل ہے، لیکن اب محققین اوراس موضوع کے ماہرین اس نتیجہ تک پہونچے ہیں کہ انجیل میں حضرت مسیحؑ کے

www.abulhasanalinadwi.org

پچاس دنوں سے زیادہ کے واقعات ومعلومات کا مواد نہیں۔

فاضل پادری ڈاکٹر چارلس انڈرسن اسکاٹ (Charles Anderson Scott) "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا" میں اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:۔

"یسوع کی سیرت لکھنے کی کوشش ہی سے صاف صاف دستبردار ہوجانا چاہئے، اس کے لیے سامان ہی موجود نہیں ہے، یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ جتنے ایام زندگی کے متعلق کچھ معلومات موجود ہیں، ان کی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں"۔(۱)

دوسرے انبیاء اور پہلے مذاہب کے رہنماؤں کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے واقعات اور نقوشِ حیات ماضی کے ملبے کے نیچے دفن ہوگئے ہیں، اور ان کی وہ اہم کڑیاں (جن کے بغیر تاریخ مکمل ہی نہیں ہوسکتی، اور جن کے بغیر اتباع واقتداء کا کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا جاسکتا) اس طرح گم ہیں کہ اب انہیں پانا ممکن نہیں (۲) اور یہ بات حکمت الٰہیہ کے عین مطابق اور نظام عالم کے قوانین کے بالکل موافق معلوم ہوتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخی کرداروں کی (جو نمونہ ومثال اور آئیڈیل کا کام دیں) ایک محدود عمر ہوتی ہے، جس کے ختم ہوجانے پر ان اقدار کو نسل بہ نسل منتقل کرنے کی کوئی افادیت نہیں رہ جاتی، لیکن جب ان کی ضرورت باقی اور دائمی ہوتی ہے، تو وہ

(۱) جلد ۱۲، ص: ۱۷۱۰، چودھواں ایڈیشن۔

(۲) تفصیل کے لیے مولانا سید سلیمان ندوی کی گرانقدر کتاب "خطبات مدراس" کا دوسرا، تیسرا اور چوتھا خطبہ ملاحظہ ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

زمان ومکان کے انقلابات کے باوجود باقی رہتی ہیں، ان کا تسلسل قائم رہتا اور وہ سدا بہار وزندۂ جاوید بن جاتی ہیں، جن کو کبھی زوال نہیں ہوتا۔

اسلام کے آخری اور دائمی مذہب ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ حادثہ اس کو پیش نہیں آیا، جس ذہنی وروحانی ماحول میں اور جن ذہنی کیفیات کے ساتھ صحابۂ کرامؓ نے زندگی گزاری، حدیث کے ذریعہ اس پورے ماحول کو قیامت تک کے لیے محفوظ کردیا گیا، بعد کی نسلوں اور صدیوں کے ایک آدمی کے لیے بالکل ممکن ہے کہ حدیث کے ذریعہ وہ اپنے ماحول سے اپنا رشتہ منقطع کرکے دفعتاً اس ماحول میں پہونچ جائے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس موجود ہیں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروفِ تکلم، اور صحابۂ کرامؓ گوش برآواز ہیں، جہاں احکام کے ساتھ عمل کی شکلیں، اور عمل کی شکلوں کے ساتھ جذبات وکیفیات کے مناظر بھی نظر کے سامنے ہیں، جہاں اس کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایمان کس طرح اعمال واخلاق، اور یقینِ آخرت کس طرح کی زندگی پیدا کرتا ہے، یہ ایک دریچہ ہے، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ کے گھر کا نقشہ، آپ کے رات کے معمولات، آپ کے گھر والوں کی معاشرت ومعیشت اپنی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے، آپ کے سجود کی کیفیت آنکھوں سے، اور آپ کی دعا ومناجات کا زمزمہ کانوں سے سنا جاسکتا ہے، پھر جو آنکھیں آپ کی آنکھوں کو اشکبار اور قدم مبارک

www.abulhasanalinadwi.org

کو متورّم دیکھیں، اور جو کان اس کثرتِ عبادت کی وجہ پوچھنے اور سوال کرنے پر یہ آواز سنیں کہ "افلا أکون عبداً شکوراً"(۱) (کیا میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟) وہ غفلت کا کس طرح شکار ہو سکتے ہیں؟ جن آنکھوں نے کاشانۂ نبوت میں دو دو مہینے چولہا گرم ہوتے نہیں دیکھا، جنہوں نے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا اور پشت مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے دیکھے، جس نے سونے سے پہلے بیقراری کے ساتھ صدقہ کا بچا ہوا سونا راہ خدا میں خرچ ہوتے دیکھا، جس نے مرض وفات میں چراغ کا تیل پڑوسی کے گھر سے قرض آتے ہوئے دیکھا، اس پر دنیا کی حقیقت کیسے چھپ سکتی ہے، اور زہد کا جذبہ اس کے اندر کیسے ابھر نہیں سکتا؟ جس نے آپ کو اپنے گھر والوں کی خدمت، اپنے بچوں کے ساتھ محبت، اپنے خادموں کے ساتھ رعایت، اپنے رفقاء کے ساتھ عنایت، اور اپنے دشمنوں کے ساتھ تحمل فرماتے ہوئے دیکھا، وہ مکارم اخلاق اور انسانیت کاملہ کا درس اس در کو چھوڑ کر اور کہاں سے لینے جائے گا۔

پھر اس ماحول میں صرف کاشانۂ نبوت ہی کا دروازہ نہیں کھلا ہوا ہے جس سے دیکھنے والوں کو یہ سب نظر آتا ہے، بلکہ صحابۂ کرامؓ کے گھروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں، اور ان کے گھروں کی زندگی و معاشرت، ان کے "دنوں کی تپش، ان کی شبوں کا گداز" ان کی بازاروں کی مصروفیت،

(۱) بخاری، مسلم

www.abulhasanalinadwi.org

مکتبۃ العلامۃ عبدالحی الحسنی
تکیہ رائے بریلی یو پی

اورمسجدوں کی فراغت، ان کی بے نفسی وللّٰہیت، اوران پر نفس انسانی کے حملے، ان کا انقیادکامل، اوران کی بشری لغزشیں سب عیاں ہیں، یہاں ابوطلحہ انصاریؓ کے ایثارکاواقعہ بھی آنکھوں کے سامنے گزرتا ہے، جب انہوں نے بہانہ سے چراغ بجھا کرمہمانوں کوشکم سیراورخودکوبھوکا رکھا(١)، حضرت کعب بن مالکؓ کے غزوۂ تبوک سے بچھڑ جانے کا قصہ بھی سامنے آتا ہے، جس میں انہوں نے اپنی کوتاہی کا بے تکلف اقرار کیا ہے کہ وہ محض "آج کل" اور ذرائع سفر کے موجود ہونے کی بناء پر اطمینان کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورصحابۂ کرام کے ساتھ نہ جا سکے، پھر توبہ کی قبولیت اوراعلان عفو سے پہلے ان کی وفاداری اوراستقامت کا جس طرح امتحان ہوا، اوران کے قلب محبت آشنا پر جوگزری اس کی انہوں نے بے کم وکاست روداد سنائی۔(٢)

٩٦٧ / ١٣٣٨٣

اسی طرح ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اپنی زندگی کا سب سے نازک، زہرہ گداز اور قیامت خیز واقعہ (واقعۂ افک) اپنی ذاتی وخاندانی صداقت وجرأت، اورعربی بلاغت وقدرت بیانی کے ساتھ سناتی ہیں جس میں لطیف وغیورنسوانی شعور واحساسات، ایمان واعتماد، اوررضاووفا کی کیفیتیں بیک وقت اس طرح جھلک رہی ہیں کہ ادب وتاریخ میں اس کی

---

(١) بخاری ومسلم، نیز ملاحظہ ہوتفسیرابن کثیرآیت "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (الحشر:٩)۔(٢) صحیح بخاری کتاب المغازی

www.abulhasanalinadwi.org

مثال ملنی مشکل ہے، اسی کے ساتھ ان کے والد ماجد ابوبکر صدیقؓ کے صبر وتحمل اور مسطح بن اثاثہ کے بارے میں ایثار وقربانی کی وہ مثال ملتی ہے، جس سے مکارم اخلاق کے دفتر خالی ہیں (۱) اسی طرح حاطب بن ابی بلتعہ کی ایک بشری لغزش اور اجتہادی غلطی (جو فتح مکہ کے موقعہ پر پیش آئی تھی) احادیث صحیحہ کے اس دفتر میں چھپائی نہیں گئی کہ وہ بھی ایک زندہ انسانی معاشرہ کا پہلو، اور فطرت انسانی کا خاصہ ہے جس سے سیکھنے والے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، اسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے پایاں عفو، سابقہ خدمات اسلامیہ کی قدر واعتراف، اور اپنے خدام وجاں نثاروں کی طرف سے مدافعت کا نمونہ بھی سامنے آتا ہے، جو سیرت ودعوت دونوں کے صحیفوں میں نمایاں جگہ پانے کے قابل ہے، اور قائدین ومصلحین کے لیے چراغ راہ اور نشان منزل کا حکم رکھتا ہے (۲)، غرض یہ ایک ایسا طبعی وقدرتی ماحول ہے، جس میں زندگی اپنے پورے تنوعات وحقائق، اور انسانی فطرت اپنے تمام خصائص کے ساتھ موجود ہے، اور حدیث نے اس کا پورا عکس لے کر قیامت تک کے لیے دور نبویؐ کو محفوظ کر دیا ہے۔

قرآن مجید کے ساتھ عہد نبویؐ کی اس تصویر کا باقی رہنا، اور نبوت کے کلام اور ماحول کا محفوظ رہنا، اسلام کا ایک اعجاز، اور اس کا ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی مذہب، اور کوئی امت اس کی شریک وسہیم نہیں، ایک ایسا

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی۔ (۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو صحیح بخاری، کتاب المغازی

www.abulhasanalinadwi.org

مذہب جس کو قیامت تک باقی رہنا، اور تمام آنے والی نسلوں کو عملی نمونہ، اور عمل کے جذبات ومحرکات، اور قلب ودماغ کو غذا فراہم کرنا ہے، ماحول کے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ ماحول حدیث کے ذریعہ محفوظ ہے، تدوین حدیث کی تاریخ پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی امر، اور دور متاخر کی کوئی ''جدّت'' نہیں ہے، صحابہ کرامؓ کا عہد نبویؐ ہی میں کتابت حدیث کی طرف متوجہ ہونا اور بہت بڑی تعداد میں احادیث کا محفوظ کر لینا، پھر انہیں کے آخر دور میں تابعین کا تدوین حدیث وترتیب کی طرف توجہ کرنا، پھر ایران وخراسان وترکستان کے طالبین علم کے سمندر کا امنڈ آنا، اس کا جمع وحفظ، حدیث سے عشق وشغف، ان کا غیر معمولی حافظہ، ان کا عزم وعالی ہمتی، پھر اسماء رجال وفنِ روایت کے مجتہدین کا پیدا ہونا، جن کو اس کا ملکۂ راسخہ، اور بصیرت کاملہ حاصل تھی، پھر ان کا انہماک وخود فراموشی، پھر امت کی حدیث کی طرف توجہ، اور اس کی عالم اسلام میں مقبولیت اور اشاعت (۱) یہ سب واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جمع قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کو اس ''صحیفۂ زندگی'' کو بھی محفوظ کرنا مقصود تھا۔

کتب حدیث وسیرت کی صحت واستناد اور ان کی جامعیت واحتواء

مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنی بے نظیر کتاب ''خطبات مدراس''

(۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کی فاضلانہ تصنیف ''تدوین حدیث'' شائع کردہ مجلس علمی، کراچی۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں لکھتے ہیں:۔

''جان ڈیون پورٹ صاحب نے ۱۸۷۰ء میں انگریزی میں سب سے زیادہ ہمدردانہ کتاب (Apology for Mohammad & The Quran) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے معذرت) لکھی ہے، اس کتاب کو وہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:۔

''اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مقننین اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے، کہ جس کے وقائع عمری محمدؐ کے وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور سچے ہوں'' (۱)

ریورنڈ باسورتھ اسمتھ (Bosworth Smith) فیلو آف ٹرینٹی کالج اوکسفورڈ نے ۱۸۷۴ء میں ''محمدؐ اینڈ محمڈنزم'' کے نام سے رائل انسٹیٹیوشن آف گریٹ برٹین میں جو لکچر دیئے تھے، اور جو کتاب کی صورت میں چھپے ہیں، ان میں ریورنڈ موصوف نے نہایت خوبی سے کہا ہے:۔

''جو کچھ عام طور سے مذہب کی (ابتداء نامعلوم ہونے کی) نسبت صحیح ہے، وہی بدقسمتی سے ان تین مذہبوں اور ان کے بانیوں کی نسبت بھی صحیح ہے، جن کو ہم کسی بہتر نام موجود نہ ہونے کے سبب سے تاریخی کہتے ہیں، ہم مذہب کے اولین اور ابتدائی کارکنوں کی نسبت بہت کم، اور ان کی نسبت جنھوں نے ان کی محنتوں میں بعد

(۱) کتاب مذکور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

www.abulhasanalinadwi.org

کو اپنی محنتیں ملائیں، شاید زیادہ جانتے ہیں، ہم زرتشت اور کنفیوشس کے متعلق اس سے کم جانتے ہیں، جو سولن اور سقراط کے متعلق جانتے ہیں، موسیٰ اور بودھ کے متعلق اس سے کم واقف ہیں جو ہم ایمبر لیس (Ambrose) اور سیزر کے متعلق جانتے ہیں، ہم درحقیقت بیچ کی زندگی کے ٹکڑے میں سے ٹکڑا جانتے ہیں، ان تیس برسوں کی حقیقت سے کون پردہ اٹھا سکتا ہے، جس نے تین سال کے لیے راستہ تیار کیا، جو کچھ ہم جانتے ہیں، اس نے دنیا کی ایک تہائی کو زندہ کیا ہے، اور شاید اور بہت زیادہ کرے، ایک ''آئیڈیل لائف'' جو بہت دور بھی ہے، اور قریب بھی، ممکن بھی ہے، اور ناممکن بھی، لیکن اس کا کتنا حصہ ہے، جو ہم جانتے ہی نہیں، ہم مسیحؑ کی ماں، مسیحؑ کی خانگی زندگی، ان کے ابتدائی احباب، ان کے ساتھ ان کے تعلقات، ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع، یا یک بیک ظہور کی نسبت ہم کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جو ہمیشہ سوالات ہی رہیں گے۔

لیکن اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے، یہاں دھندلا پن اور راز نہیں ہے، ہم تاریخ رکھتے ہیں، ہم محمدؐ کے متعلق اس قدر جانتے ہیں، جس قدر لیوتھر اور ملٹن کے متعلق جانتے ہیں، میتھالوجی، فرضی افسانے، اور مافوق الفطرت، واقعات ابتدائی عرب مصنفین میں نہیں، یا

www.abulhasanalinadwi.org

اگر ہیں تو وہ آسانی سے تاریخی واقعات سے الگ کئے جاسکتے ہیں، کوئی شخص یہاں نہ خود کو دھوکا دے سکتا ہے، اور نہ دوسرے کو، یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے، اور ہر ایک تک وہ پہنچ سکتی ہے''۔(۱)

پھر صرف صحت واستناد کا معاملہ نہیں، کتب حدیث اتنی واضح، مفصل اور دقیق معلومات پر مشتمل ہیں، جن سے زیادہ کا تصور نہ انسانی عقل کرسکتی ہے، اور نہ انسانی تاریخ کے عظیم افراد کے (جس میں انبیاء ومرسلین بھی شامل ہیں) حالات وواقعات کے محفوظ رکھنے کی کوششوں کا طویل تجربہ اس کی تائید کرتا ہے، سیرت کی کتابوں سے قطع نظر صرف حدیث وشمائل کی کتابوں پر ایک سرسری نظر ڈال لینا ہمارے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، قارئین صرف انہی احادیث کا جائزہ لے کر دیکھیں جو کتب صحاح میں حجۃ الوداع کے متعلق آئی ہیں، ان کو ان میں ایسی جزئیات وتفصیلات ملیں گی، جن کی کسی قریبی شخصیت کے حالات وواقعات کے دفتر سے بھی توقع مشکل ہے، ان کو ان روایات سے معلوم ہوگا کہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کے وقت خوشبو لگائی، اور کس نے لگائی، اور یہ کس قسم کی خوشبو تھی، اور کس طرح آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے قربانی کے جانور کو علامت کے طور پر کچوکہ لگایا (۲)، اس کی تفصیل

(۱) ص:۱۴-۱۵، مطبوعہ ۱۸۸۹ء (ماخوذ از خطبات مدراس، ص:۶۸-۶۹)

(۲) حدیث وفقہ کی اصطلاح میں اس کو ''اشعار الہدی'' کہتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور جگہ کی تعیین کا بھی علم ہوگا کہ آیا کوہان کے دائیں جانب کچوکہ لگایا یا بائیں جانب، اور پھر کیسے خون پونچھا، اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیسے آپ نے پچھنا لگوایا (۱) اور جسم مبارک کے کس حصہ پر لگوایا اور کہاں اور کس جگہ پر لگوایا، مدینہ اور مکہ کے درمیان کہاں کہاں آپ اترے، سفر میں کتنے دن لگے، یہ ساری معلومات اور اس طرح کی تمام تفصیلات وجزئیات آپ کو حاصل ہوسکتی ہیں، حالانکہ اس زمانہ میں نہ بیاض رکھنے کا رواج تھا، نہ روزناموں اور ڈائری لکھنے کا معمول، لیکن کوئی بھی معمولی سے معمولی واقعہ ایسا نہیں جو راویوں سے رہ گیا ہو، یہاں تک کہ آپ کو اس سانپ کا قصہ بھی معلوم ہوگا جو اس بھرے مجمع میں نکلا اور بچ کر نکل گیا، مارا نہ جاسکا، آپ کو اس کا بھی علم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ اس سفر میں سواری پر کس کو بٹھایا، اور اپنا ردیف بنایا (۲)، حلاق کا کیا نام تھا، آپ نے موئے مبارک کس طرح تقسیم فرمائے، کس کو دائیں حصے کے عنایت فرمائے، اور کس کو بائیں حصہ کے، اس کے علاوہ عرفات ومنیٰ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خطبات وفرمودات اور وصیتیں جو بے کم وکاست محفوظ کی گئیں، اور آپ کے اس حکم کے مطابق "الافلیبلّغ الشاھد الغائب

(۱) عربی میں اس کو احتجام کہتے ہیں۔

(۲) صاحب "نسیم الریاض" نے ان خوش نصیب اصحاب کے نام بیان کئے ہیں، جن کو حیات نبوی میں یہ شرف حاصل ہوا ہے، ان کی تعداد ۳۸ بیان کی ہے، مشہور محدث ابن مندہ نے اس تعداد میں اضافہ کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرب مبلّغ أوعى من سامع" (۱) ان لوگوں تک بھی پہونچ گئیں، جو اس موقع پر موجود نہ تھے، اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

حدیث مسلمانوں کی مستند زندگی کے معیار و میزان کی حیثیت سے

حدیث نبویؐ ایک ایسی صحیح میزان ہے، جس میں ہر دور کے مصلحین و مجددین اس امت کے اعمال و عقائد، رجحانات و خیالات کو تول سکتے ہیں، اور امت کے طویل تاریخی و عالمی سفر میں پیش آنے والے تغیّرات و انحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں، اخلاص و اعمال میں کامل اعتدال و توازن اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے، اگر حدیث نبویؐ کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل، کامل و متوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے، اور وہ حکیمانہ نبویؐ تعلیمات نہ ہوتیں اور یہ احکام نہ ہوتے، جن کی پابندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ جاتی، اور اس کا توازن برقرار نہ رہتا، اور وہ عملی مثال نہ موجود رہتی، جس کی اقتداء کرنے کی خدا تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ترغیب دی ہے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (۲) (یقیناً تمہارے

---

(۱) جو شخص اس حج کے موقعہ پر موجود ہے وہ میری ہدایات و اقوال کو ان لوگوں تک پہونچا دے جو موجود نہیں، بالکل ممکن ہے کہ جس نے بالواسطہ سنا ہو وہ اس سے زیادہ ان کا سمجھنے اور یاد رکھنے والا ہو جو موقعہ پر موجود تھا، اور بلا واسطہ سن رہا تھا۔ (۲) الاحزاب: ۲۱

www.abulhasanalinadwi.org

لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اسوۂ حسنہ ہے) اور یہ فرما کر آپ کے اتباع کی دعوت دی ہے "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ"(۱) (آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا) یہ ایک ایسا عملی نمونہ ہے جس کی انسانوں کو ضرورت ہے، اور جس سے وہ زندگی اور قوت واعتماد حاصل کرسکتا ہے، اور یہ اطمینان کرسکتا ہے کہ دینی احکام کا زندگی پر نفاذ نہ صرف آسان، بلکہ ایک امر واقعہ ہے۔

حدیث، احتساب امت کا ایک طاقتور ذریعہ اور مصلحین ومجددین امت کی ایک تربیت گاہ

حدیث نبویؐ زندگی، قوت، اور اثر انگیزی سے بھرپور ہے، اور ہمیشہ اصلاح وتجدید کے کام، فساد اور خرابیوں اور بدعتوں کے خلاف صف آرا، اور برسر جنگ ہونے اور معاشرہ کا احتساب کرنے پر ابھارتی رہی ہے، اور اس کے اثر سے ہر دور اور ہر ملک میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے، جنہوں نے اصلاح وتجدید کا جھنڈا بلند کیا، کفن بردوش ہوکر میدان میں آئے اور بدعتوں اور خرافات، اور جاہلی عادتوں سے کھلی جنگ کی، اور دین خالص، اور صحیح اسلام کی دعوت دی، اسی لیے حدیث نبویؐ امت

---

(۱) سورۂ آل عمران: ۳۱

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامیہ کے لیے ایک ناگزیر حقیقت اور اس کے وجود کے لیے ایک لازمی شرط ہے، اس کی حفاظت، ترتیب وتدوین، حفظ اور نشر واشاعت کے بغیر امت کا یہ دینی وذہنی، عملی واخلاقی دوام وتسلسل برقرار نہیں رہ سکتا تھا۔

سنت نبوی اور حدیث نبوی کے مجموعے ہمیشہ اصلاح وتجدید، اور امت اسلامیہ میں صحیح اسلامی فکر کا سرچشمہ رہے، انہیں سے اصلاح کا بیڑا اٹھانے والوں نے تاریخ کے مختلف دوروں میں صحیح علم دین اور خالص فکر اسلامی اخذ کیا، انہیں احادیث سے انہوں نے استدلال کیا اور دین واصلاح کی دعوت میں وہی ان کی سند اور ان کا ہتھیار اور سپر تھی، بدعتوں، فتنوں اور شر وفساد سے جنگ ومقابلہ کے معاملہ میں وہی قوت محرکہ ودافعہ تھی، آج جو بھی مسلمانوں کو دین خالص اور اسلام کامل کی طرف آنے کی پھر دعوت دینا چاہتا ہے، اور ان کے اور نبوی زندگی اور کامل اسوہ کے درمیان تعلق استوار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اور جس کو بھی ضرورت اور زمانہ کے تغیرات، نئے احکام کے استنباط کرنے پر مجبور کرتے ہیں، وہ اس سرچشمہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

تاریخ کی معتبر شہادتوں اور اصلاح وتجدید کی تحریکوں میں حدیث وسنت کا بنیادی حصہ

اس حقیقت پر اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث وسنت کی کتابوں سے مسلمانوں کے تعلق اور واقفیت میں کمی آئی، اور طویل مدت تک یہ کمی باقی رہی تو داعیوں اور اخلاق کی تربیت، نفوس کا تزکیہ کرنے والے روحانی مربّیوں کی کثرت، دنیا میں زہد اختیار کرنے اور کسی حد تک سنت پر عمل کرنے کے باوجود اس مسلم معاشرہ میں جو علوم اسلامیہ کے ماہرین، اور فلسفہ وحکمت کے اساتذۂ فن اور ادباء وشعراء سے مالا مال تھا، اور اسلام کے قوت وغلبہ اور مسلمانوں کی حکمرانی میں زندگی گزار رہا تھا، نت نئی بدعتوں، عجمی رسم ورواج، اور اجنبی ماحول کے اثرات نے اپنا تسلط قائم کر دیا، یہاں تک کہ اندیشہ ہونے لگا کہ وہ جاہلی معاشرہ کا دوسرا ایڈیشن اور اس کا مکمل عکس بن جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی اور حدیث حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی "لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبرٍ وذراعاً بذراعٍ" (۱) (تم پچھلی امتوں کے راستوں پر قدم بقدم چلو گے) اس وقت اصلاح کی آواز خاموش، اور علم کا چراغ ٹمٹمانے لگا۔

دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کے دینی حالات، اور مسلمانوں کی زندگی کا جائزہ لیجئے، جب کہ برصغیر ہند کے علمی ودینی حلقوں کا حدیث شریف اور سنت کے صحیح مآخذ ومراجع سے تعلق تقریباً منقطع ہو گیا تھا، علم دین کے مراکز، اور حجاز ویمن، مصر وشام کے ان مدارس سے جہاں حدیث

(۱) مستدرک حاکم۔

www.abulhasanalinadwi.org

شریف کا درس ہوتا تھا، کوئی رابطہ نہ تھا، اور کتب فقہ، اور اصول اور ان کی شروح اور فقہی باریکیوں اور موشگافیوں، اور حکمت وفلسفہ کی کتابوں کا عام چلن تھا، بآسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح بدعتوں کا دور دورہ تھا، منکرات عام ہوگئے تھے، اور عبادتوں اور تقرب الی اللہ کی کتنی نئی شکلیں اور نئے طریقے ایجاد کر لئے گئے تھے۔

راقم الحروف نے ''تاریخ دعوت وعزیمت'' کے حصہ چہارم میں دسویں صدی ہجری کے ایک مشہور ومقبول شیخ طریقت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کی کتاب ''جواہر خمسہ'' کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

> ''گجرات کو مستثنیٰ کر کے جہاں علمائے عرب کی تشریف آوری، اور حرمین شریفین کی آمد ورفت کی وجہ سے حدیث کی اشاعت ہو چکی تھی، اور علامہ علی متقی برہان پوری، اور ان کے نامور شاگرد علامہ محمد طاہر پٹنی پیدا ہوئے تھے، (دسویں صدی ہجری میں) ہندوستان صحاح ستہ، اور ان مصنفین کی کتابوں سے نا آشنا تھا، جنہوں نے نقد حدیث اور ردِ بدعت کا کام کیا، اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی کا نظام العمل پیش کیا، ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں اور تجربوں کا اثر اپنے زمانہ کے مشہور مقبول شطاری بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کی مقبول کتاب ''جواہر خمسہ'' میں دیکھا جاسکتا ہے، جس کی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے ثابت ہونے

www.abulhasanalinadwi.org

یا معتبر کتب شمائل وسیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا، اس میں نماز احزاب، صلوٰۃ العاشقین، نماز تنویر القمر، اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں، جن کا حدیث وسنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے"۔(۱)

یہ صرف "جواہر خمسہ" کی خصوصیت نہیں، بزرگوں کے ملفوظات کے غیر مستند مجموعوں میں اس کی متعدد مثالیں مل سکتی ہیں، مشائخ کے لیے سجدۂ تعظیمی کا عام رواج تھا، قبروں کو کھلے طریقہ پر سجدہ گاہ بنالیا گیا تھا، ان پر چراغ جلائے جاتے تھے، چادریں چڑھائی جاتی تھیں، ان کے گرد وپیش کا ادب حرم مکی کی طرح کیا جاتا تھا، عرس وفاتحہ کے نام سے طرح طرح کے جشن منائے جاتے تھے، جن میں بہت بڑی تعداد عورتوں کی ہوتی تھی، صلوٰۃ غوثیہ، صلوٰۃ معکوس، نذر لغیر اللہ، اولیاء وصلحاء کے نام پر، اور ان کی رضامندی کی نیت سے ذبح وقربانی، غیر اللہ کے نام پر روزہ، اور ایسی کتنی بدعات (جن کے حدود شرک سے مل جاتے تھے) مقبول عام وخاص تھیں، اولیاء وصالحین کے ایام پیدائش ووفات پر جلسے کئے جاتے تھے، اور میلے لگتے تھے۔

یہ صورت حال تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں امام ربانی حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ) جیسے ربانی علماء اور ائمہ مصلحین پیدا فرمائے (۲)، جنہوں نے شعائر شرک،

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص: ۲۴۴۔ (۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت" حصہ چہارم، باب پنجم، ص: ۲۳۹-۲۵۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور غیر اسلامی ہندی رسم ورواج کا شدت سے مقابلہ کیا، بدعتِ حسنہ کی مطلقا تردید کی، وحدۃ الوجود پر سخت نکیر کی، سنت پر عمل، اور بدعت سے کھلی ہوئی جنگ کی دعوت دی، اور ایک موقعہ پر وہ تاریخی الفاظ تحریر فرمائے جو اس قابل ہیں کہ ان کو بار بار نقل کیا جائے:۔

مخدوما! فقیر را تابِ سماع امثال ایں سخناں نیست، بے اختیار رگِ فاروقیم درحرکت می آید وفرصت تاویل وتوجیہ آں نمی دہد، قائل آں سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام درکار است نہ کلام محی الدین ابن عربی وصدر الدین قونوی وعبدالرزاق کاشی، مارا بنص کار است نہ ''بفص''، فتوحات مدینہ از ''فتوحات مکیہ'' مستغنی ساختہ است''(۱)

مخدوما! فقیر کو ایسی باتوں کے سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے، اور تاویل وتوجیہ کا موقعہ نہیں دیتی، ایسی باتوں کے قائل شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی ضرورت ہے نہ کہ محی الدین بن عربی، صدر الدین قونوی، عبدالرزاق کاشی کے کلام کی، ہمیں نصوص کی ضرورت ہے، نہ کہ فصوص (۲) کی، فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ (۳) سے بے نیاز کردیا ہے۔

---

(۱) مکتوبات امام ربانی۔ مکتوب نمبر ۱۰۰، ج ۱، ص: ۱۲۲، مطبوعہ نولکشور کانپور ۱۹۰۶ء۔

(۲) ابن عربی کی مشہور کتاب ''فصوص الحکم'' کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) ابن عربی کی دوسری مشہور کتاب ''الفتوحات المکیۃ'' کی طرف اشارہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان ہی کے معاصر محدث جلیل شیخ عبدالحق (ابن سیف الدین بخاری) دہلوی (م۱۰۵۲ھ) نے ہندوستان میں حدیث شریف کی نشرواشاعت اوراس کی شرح وتدریس میں اپنی ساری کوششیں صرف کیں(۱)، ان دونوں کے بعد حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م۱۱۷۶ھ) اوران کے مشہوراورنادرۂ روزگار فرزندوں نے قرآن وحدیث کی تعلیم، صحیح اسلامی عقائد کے بیان، اوردین خالص کی دعوت کی ذمہ داری سنبھالی، اورصحاح ستہ کی تدریس، نشرواشاعت، اورتعلیمی نصاب میں ان کونمایاں جگہ دینے کے سلسلہ میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی، یہاں تک کہ مرکز اسلام سے ہزاروں میل دوراس عجمی ملک میں حدیث کا بازارایسا گرم ہوا، اور یہ علاقہ طالبان علوم حدیث کا ایسا مرکز ومرجع بن گیا کہ دوردراز کے ممالک اورخود بلاد عربیہ سے علم حدیث کے شائقین وطالبین نے یہاں آکرفن حدیث کی تحصیل وتکمیل کی (۲)۔

تیرہویں صدی کے پورے عالم اسلام میں اصلاح وتجدید کی سب سے زیادہ طاقتور اورمؤثر تحریکیں ہندوستان میں ظہور پذیر ہوئیں، قارئین کے لیے صرف حضرت سیداحمد شہیدؒ اورمولانا اسماعیل شہیدؒ کی ہمہ گیراصلاحی تحریک (۳) کا مطالعہ کافی ہوگا، جس نے اس ملک کوایک نئے ملک،

---

(۱) ملاحظہ ہو"نزہۃ الخواطر" ج۵، یا "حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی" از پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ (۲) ملاحظہ ہو"نزہۃ الخواطر"، ج۶، ۷۔ (۳) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہومؤلف کی تصنیفات "سیرت سیداحمد شہید رحمۃ اللہ علیہ" ۱، ۲ "جب ایمان کی بہارآئی" یا رسالہ "تحقیق وانصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ" اورغلام رسول مہر کی تصنیف "سیداحمد شہید"

www.abulhasanalinadwi.org

اوراس قوم کوایک نئی قوم میں تبدیل کردیا، اور جس کی بدولت ایمان وحمیت اسلامی، جوش وولولۂ جہاد، دین حنیف، اور صحیح اسلامی عقائد کی دعوت کی ایسی تیز، جاں فزا اور روح پرور ہوائیں چلیں، جن سے قرون اولیٰ، اور عہد صحابہؓ کی یاد تازہ ہوگئی، دین خالص کی اس دعوت اور اصلاحی تحریک نے کتنی ہی مردہ سنتوں کو زندہ کیا، اور کتنی بدعات وخرافات، اور جاہلی عادات کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا جو مسلم معاشرہ اور مسلمانوں کی طبیعتوں میں رچ بس گئی تھیں، ان کے بعد ان کے خلفاء اور ان کے خلفاء کے خلفاء نے یہ سلسلہ جاری رکھا(۱)، یہ سب کچھ سنت کے اثر، اور حدیث نبویؐ کی نشر واشاعت کے طفیل ہوا، پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے، کہ اگر علمائے اسلام کی دسترس میں کتب حدیث نہ ہوتیں، اور سنتوں وبدعتوں میں تفریق وامتیاز کا یہ معتبر وسہل ذریعہ نہ ہوتا تو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کے عہد سے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (م ۱۲۰۶ھ) کے عہد تک مصلحین امت، اور دین خالص کے مبلغین کا یہ سلسلہ وجود میں نہ آتا، مصلحین روزگار اور تصحیح عقائد واصلاح رسوم کے علمبردار نظر آتے، جن میں سے چند کے (بطور مثال) نام پیش کئے جاتے ہیں، علامہ محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۵ھ)، امیر محمد بن اسماعیل صنعانی (م ۱۱۸۲ھ)، احمد بن عبداللہ بن ادریس حسنی (م ۱۲۹۳ھ)، مولانا عبداللہ غزنوی امرتسری (شیخ محمد اعظم کابلی) (م ۱۲۹۸ھ)، مولانا سید خواجہ

(۱) ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''کاروان ایمان وعزیمت'' شائع کردہ سید احمد شہید اکیڈمی، لاہور

www.abulhasanalinadwi.org

احمد نصیر آبادیؒ (م ۱۲۸۹ھ)، مولانا غلام رسول (قلعہ مہان سنگھ پنجاب) (م ۱۲۹۱ھ)، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (م ۱۳۲۳ھ)، مولانا حسین علی ساکن واں بچھراں ضلع میاں والی (م ۱۳۶۳ھ) (۱) مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ) جن کے نام اور کام سے پچھلی اسلامی تاریخ منور و معطر ہے۔

اسی شب و روز کے اشتغال بالحدیث اور اس کو زندگی کے مسائل میں حکم اور قول فیصل ماننے کا نتیجہ تھا کہ حضرت شاہ محمد اسحاقؒ (بن محمد افضل دہلوی۔ متوفی ۱۲۷۲ھ) نے جو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے اور درس وتدریس حدیث میں ان کے جانشین برحق تھے، ۱۲۵۵ھ میں ایک طالب حق رئیس (محمد زماں خاں صاحب رئیس بھیکم پور علی گڑھ) کے استفسارات کے جواب میں ''مسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین'' کے نام سے فارسی میں ایک رسالہ تالیف فرمایا (۲) جس میں شادی وغمی کی ہندوانہ رسوم اور بدعات مروجۂ ہندوستان کی (جو زیادہ تر تقریبات سے تعلق رکھتی ہیں) واضح اور فیصلہ کن انداز میں تردید فرمائی گئی ہے، اس کتاب سے اس وقت کے ہندوستانی مسلم معاشرہ کو بڑا فائدہ پہنچا اور بہت سے خاندانوں نے اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیا، اور تقریبات شادی وغمی کے موقع پر سنت وشریعت کے احکام کی پابندی اختیار کی۔

---

(۱) مذکورہ بالا حضرات کے حالات وخدمات کے لیے ملاحظہ ہو ''نزہۃ الخواطر'' ج ۷، ۸۔

(۲) یہ رسالہ پچاس صفحات پر مشتمل ہے، اور پہلی مرتبہ ۱۳۱۲ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا، اس میں چالیس رسوم مروجہ کے بارے میں حکم شرعی بیان کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے پیشتر مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ نے ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا، جو سنت وبدعت کی علمی تعریف وتشریح کے موضوع پر بہترین رسائل وکتب میں شمار ہونے کے قابل ہے، لیکن اس کا طرز محققانہ عالمانہ اور اصولی ہے، اور اس سے اونچے پائے کے اہل علم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ''مسائل اربعین'' زیادہ عام فہم ہے اور اس کا تعلق ان بدعات ورسوم سے ہے، جو اس وقت کے مسلم معاشرے میں عام تھیں، اور روزمرہ کی زندگی میں داخل ہو چکی تھیں۔

یہی حال دوسرے عرب ممالک عراق، شام، مصر، تونس، الجزائر ومراکش اور عجمی ممالک افغانستان اور ترکستان وغیرہ کا ہے۔

دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں افغانستان (کابل وہرات وغزنی) کے علماء کے حالات پڑھیے، اور ان کی تصنیفات دیکھیے، حمایت سنت، وردِ بدعت، علمی تحقیق اور مسائل کی تنقیح کا رنگ بہت کم نظر آئے گا، دفعۃً علامہ ملا علی قاری (علی بن سلطان محمد ہروی م ۱۰۱۴ھ) کی شخصیت سامنے آتی ہے، جنہوں نے حجاز جا کر وہاں کے محدثین عظام اور اساتذۂ کبار سے کتب حدیث کا درس لیا، اور اس میں کمال پیدا کیا، کتب حدیث وفقہ کی شرح، مسائل کی ترجیح، اور اپنے زمانہ کی بعض بدعات کی بلا رورعایت تردید میں ان کا یہ مصلحانہ ومحققانہ رنگ صاف جھلکتا ہے، ان کو ان کے مطالعہ وتحقیق، اور حق گوئی اور انصاف پسندی نے اس مقام تک

www.abulhasanalinadwi.org

پہونچا دیا کہ انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی حمایت کی، اوراس کی شہادت دی کہ وہ اکابر اہل سنت وجماعت اوراولیائے امت میں سے تھے(۱)،عراق میں علامہ شہاب الدین السید محمود الآلوسی بغدادی (م۱۲۷۰ھ) صاحب ''تفسیر روح المعانی'' اوران کے پوتے محمود شکری بن عبداللہ بن شہاب الدین آلوسی (م۱۳۴۲ھ) کا رنگ اپنے عہد کے علمائے عراق میں اسی درس ومطالعۂ حدیث کے اثر سے بالکل مختلف وممتاز نظر آتا ہے، شام میں علامہ جمال الدین القاسمی (۱۲۸۳-۱۳۳۲ھ) مصنف ''قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث'' و''تفسیر قاسمی'' (۱-۱۲) کے اصلاحی رنگ کا اندازہ ''اصلاح المساجد من البدع والعوائد'' سے ہوسکتا ہے، وہ اپنے ہم عصر وہم وطن علماء میں (جن کا تمام تر اشتغال فقہ وعلوم حکمت، وادب وتاریخ سے تھا) ممتاز نظر آتے ہیں، مصر میں جامع ازہر، اورعلمائے کبار کی موجودگی میں (جن کا علم حدیث سے اشتغال بہت کم رہ گیا تھا)(۲) بدعات کا عام شیوع تھا، مجلس میلاد، مولدِ حسینؓ، مجالس تعزیت وفاتحہ خوانی (ماتم) اورصوفیہ مشائخ کے حلقوں میں بیسیوں منکرات رائج تھے، اوربیشتر علماء سکوت سے کام لیتے تھے، لیکن..... حدیث کے

---

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج۴، ص:۲۷۔

(۲) علامہ سید رشید یہ رضا مصری نے ''مفتاح کنوز السنۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ''دسویں صدی ہجری کے بعد سے مصروشام وعراق میں علم حدیث میں بڑا انحطاط آگیا تھا، اور چودھویں صدی ہجری میں تو یہ انحطاط اپنے آخری مرحلہ پر پہونچ گیا تھا'' (مقدمہ مفتاح کنوز السنۃ، ص/ق)

www.abulhasanalinadwi.org

اثر اور سنت کی قوت تسخیر نے مصر کے ایک عالم اور ازہر کے ایک استاد شیخ محمود خطاب سبکی (۱) کو پیدا کیا (۱۲۷۴-۱۳۵۲ھ) جنہوں نے مصر میں علم اصلاح بلند کیا، بدعات ومنکرات کی تردید کا منظم کام شروع کیا، اور اس مقصد کے لیے ۱۳۳۰ھ میں ایک جمعیت قائم کی جس کا نام "الجمیعة الشرعیة لتعاون العالمین بالکتاب والسنة المحمدیه" تھا، واعظ اور مبلغ تیار کئے، جنہوں نے مصر کے قصبات اور دیہاتوں کا دورہ کیا، مصر کی مساجد سے ان بدعات اور نئی نئی باتوں کو خارج کیا جو مساجد کا ایک لازمہ بن گئی تھیں، اور سنت کے مطابق عبادات وفرائض کو ادا کرنے کا رواج عام کیا (۲) خود ہندوستان میں علمائے فرنگی محل میں (جن کا علمی تبحر مسلّم ہے، اور جن کا ترتیب دیا ہوا نصاب ہندوستان، افغانستان وترکستان میں آج تک مقبول ورائج ہے) فخر المتاخرین مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ (م ۱۳۰۴ھ) کا (رسوم مروجہ اور بدعات کے بارے میں) رنگ الگ نظر آتا ہے، جس کے نمونے ان کے فتاوے میں دیکھے جاسکتے ہیں، اور یہ ان کے اشتغال بالحدیث، اور تدریس وخدمت کتب حدیث کا نتیجہ ہے، وہ خود تحدیث بالنعمہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا انعام تھا کہ اس نے مجھے فن حدیث وفقہ حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی توفیق عطا فرمائی (۳)۔

---

(۱) حالات کے لیے ملاحظہ ہو "تذکرات نساخ فی الشرق العربی" ص: ۲۳-۲۵۔ (۲) راقم نے اپنے سفر مصر ۱۹۵۱ء میں ان کی کوششوں کے اثرات دیکھے، اور ان کے تربیت یافتہ اصحاب، اور خود ان کے صاحبزادہ شیخ امین خطاب سے ملاقات کی (ملاحظہ ہو "شرق اوسط کی ڈائری")

(۳) النافع الکبیر، ص: ۱۵۴

www.abulhasanalinadwi.org

امت میں دینی ذوق اور اسلامی مزاج کا تسلسل وتوارث

حدیث وسنت کی بدولت حیات طیبہ کا امتداد وتسلسل اس وقت تک باقی رہا، اور امت کو اپنے ہر دور میں وہ روحانی، ذوقی، علمی، وایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرامؓ کو براہِ راست حاصل ہوئی تھی، اس طرح صرف عقائد واحکام ہی میں ''توارث'' کا سلسلہ جاری نہیں رہا، بلکہ ذوق ومزاج میں بھی توارث کا سلسلہ جاری رہا، حدیث کے اثر سے عہدِ صحابہ کا ''مزاج ومذاق'' ایک نسل سے دوسری نسل، اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک منتقل ہوتا رہا، اور امت کی طویل تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر عہد ایسا نہیں آنے پایا، جب وہ ''مزاج ومذاق'' یکسر ناپید اور معدوم ہوگیا ہو، ہر دور میں ایسے افراد رہے، جو صحابہ کرامؓ کے مزاج ومذاق کے حامل کہے جاسکتے ہیں، وہی عبادت کا ذوق، وہی تقویٰ وخشیت، وہی استقامت وعزیمت، وہی تواضع واحتساب نفس، وہی شوق آخرت، وہی دنیا سے بے رغبتی، وہی جذبۂ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، وہی بدعات سے نفرت، اور جذبۂ اتباع سنت، جو حدیث کے مطالعہ وشغف کا نتیجہ ہے، یا ان لوگوں کی صحبت وتربیت کا فیض ہے جنہوں نے اس مشکوٰۃ نبوت سے روشنی حاصل کی ہو، اور اس میراث نبویؐ سے حصہ پایا ہو، امت کا یہ دینی ومزاجی توارث قرن اول سے اس چودھویں صدی ہجری کے عہد انحطاط ومادیت تک برابر قائم ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی، اس سے استفادہ کا سلسلہ جاری، اوراس کے ذریعہ سے عہد صحابہ کا ماحول محفوظ ہے، دین کا یہ صحیح مزاج ومذاق جس میں آخرت کا خیال دنیا پر، سنت کا اثر رسم ورواج پر، روحانیت کا اثر مادّیت پر غالب ہے، باقی رہے گا، اور کبھی اس امت کو دنیا پرستی، سرتاپا مادّیت، انکار آخرت، اور بدعات وتحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دے گا، بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی وتجدیدی تحریکیں اور دعوتیں اٹھتی رہیں گی، اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کی علمبردار اور سنت وشریعت کے فروغ کے لیے کفن بردوش رہے گی، جو لوگ امت کو زندگی، ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں، اوراس میں اس ذخیرہ کی طرف سے بے اعتمادی اور شک وارتیاب پیدا کرنا چاہتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو کیا نقصان پہونچا رہے ہیں، اوراس کو کس عظیم سرمایہ اور کتنی بڑی دولت سے محروم کررہے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ وہ اس امت کو اسی طرح سے ''محروم الارث'' منقطع الاصل، اور آوارہ کردینا چاہتے ہیں، جس طرح یہودیت اور عیسائیت کے دشمنوں، یا حوادث روزگار نے ان عظیم مذاہب کو کردیا، اگر وہ سوچ سمجھ کر ایسا کررہے ہیں، تو ان سے بڑھ کر اس امت اور اس دین کا دشمن کوئی نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ پھر اس ''مزاج ومذاق'' کو دوبارہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں جو صحابہ کرامؓ کا امتیاز تھا، اور جو یا تو کامل طور پر براہ راست صحبت نبویؐ سے پیدا ہوسکتا ہے، یا

www.abulhasanalinadwi.org

بالواسطہ حدیث کے ذریعہ جو اس عہد کا جیتا جاگتا مرقع اور حیات نبوی کا بولتا چالتا روزنامچہ ہے، اور جس میں عہد نبوی کی کیفیات بسی ہوئی ہیں۔

انکار حدیث کے نئے محرکات وعوامل

مکتبۃ العلامۃ عبد الحی الحسنی
دار عرفات رائے بریلی یو.پی
۹۶۷
۱۳۳۸۳

مغربی نومسلم فاضل محمد اسد (Leopold Weiss) نے سنت سے دامن چھڑانے، اور حدیث کا انکار کرنے کا حقیقی سبب (جس کے داعی اس دور میں پھر اس کا بیڑا اٹھا رہے ہیں) نئی نسل کی نفسیات اور مغربی تہذیب کے غلبہ اور طاقت سے مکمل واقفیت کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ مغربی تہذیب کی قدروں اور پیمانوں، اور اس کے طرز زندگی اور فیشن، اور سنت نبوی میں کبھی گٹھ جوڑ نہیں ہو سکتا، اور اس زندگی کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری محبت، اور آپ کی ذات پر مکمل اعتماد اور سنت کے مراجع اور مآخذ پر پورے یقین واطمینان پر مبنی ہو، مغربی تہذیب کی تعظیم وتقدیس اور اس کو علم انسانی کی آخری دریافت سمجھنے کے تصور کے ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا، غالباً بعض اسلامی ممالک کے حکّام اور سیاسی لیڈران کے سنت پر حملہ اور انکار حدیث کا یہی سبب ہے، محمد اسد لکھتے ہیں:۔

"آج جب کہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر ونفوذ بہت بڑھ چکا ہے، ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویہ میں جن کو "روشن خیال مسلمان" کہا جاتا ہے، ایک اور سبب پاتے ہیں، وہ یہ کہتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا، اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے، پھر موجودہ مسلمان نسل اس کے لیے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے، اور باہر سے آنے والے ہر تمدن کی اس لیے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے، اور طاقتور اور چمکدار ہے، مادّی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس واقعہ کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پارہا ہے، سنت نبویؐ ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے، جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے، اس لیے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب وتمدن خیرہ کرچکا ہے، وہ اس شکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث وسنت کا بالکلیہ یہ کہہ کر انکار کردیں کہ سنت نبویؐ کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں، کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے، جو قابل اعتبار نہیں ہیں، اور اس مختصر عدالتی فیصلہ کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب وتمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے''۔(۱)

جو لوگ یہ کوشش کررہے ہیں کہ امت اسلامیہ کو اس حیات بخش، اور ہدایات وقوت عطا کرنے والے صاف وشفاف سرچشمہ سے (حدیث

(۱) ملاحظہ ہو (Islam at The Cross Roads)

www.abulhasanalinadwi.org

کے حجت ہونے، اوراس کی قدر ومنزلت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے ذریعہ) محروم کردیں اوراس پر سے امت کا اعتماد اٹھ جائے، وہ اس عظیم نقصان سے شاید ناواقف ہیں، جواس امت کو پہونچا رہے ہیں، وہ شاید نہیں جانتے کہ اپنی اس نامحمود کوشش سے وہ اس امت کو اپنی میراث سے محروم، اپنے آغاز سے بے تعلق، اپنی اصل سے سرگشتہ وحیران بنا رہے ہیں، اور وہ معاملہ کررہے ہیں، جو یہودیت ومسیحیت کے دشمنوں نے، یا انقلاب زمانہ نے ان مذاہب کے ساتھ کیا، اگر وہ باہوش وحواس یہ کام انجام دے رہے ہیں تو اس امت اور اِس دین کا ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں، کیونکہ اس کے بعد نئے سرے سے پھر اس دینی ذوق کو وجود بخشنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہ جاتا، وہ ذوق جو صحابہ کرامؓ کا امتیاز تھا، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی براہ راست، یا اس حدیث پاک کے واسطہ کے بغیر (جواس عہد کی سچی تصویر، اس عہد کی کیفیات سے مملوء، اوراس کی عطر بیزیوں سے معطر ہے) پیدا نہیں کیا جاسکتا۔

فاضل مصنف محمد اسد نے اپنی کتاب میں جس کا عنوان ہے ''اسلام دوراہے پر'' اسلام دشمنی کے حقیقی اسباب اوراس سازش کی خطرناکی کی جو مسلم معاشرہ کو اس بے بدل قوت سے محروم، اوراس بے نظیر خزانہ سے خالی کردینا چاہتی ہے، بڑی اچھی تشخیص کی ہے، وہ کہتے ہیں:۔

''سنت نبویؐ ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے، جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹادیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے، جس طرح کاغذ کا گھروندا"۔(۱)

انکار حدیث کا اثر اور اتباع سنت کی ضرورت اور اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔

"لیکن یہ اعلیٰ مقام جو اسلام کو اس حیثیت سے حاصل ہے کہ وہ ایک اخلاقی، عملی، انفرادی، اور اجتماعی نظام ہے، اس طریقہ سے (یعنی حدیث اور اتباع سنت کی ضرورت کے انکار سے) ٹوٹ کر اور بکھر کر رہ جائے گا"۔(۲)

حدیث کے حجت، اور یقینی طور پر قابل اعتبار ہونے کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے، اور سنت کے انکار کی دعوت دینے کے مختلف دوروں میں (۳) مختلف پیمانوں پر اور مختلف مذہبی، سیاسی اور شخصی اغراض ومقاصد سے اور شریعت اسلامی کی تنفیذ اور دینی پابندی کی ذمہ داری سے فرار کی خاطر ناعاقبت اندیشانہ کوششوں کے باوجود ہمیشہ سنت کا علم بلند رہا اور اس کی دعوت جاری رہی، اسلامی معاشرہ کا خمیر حدیث پاک سے تیار ہوا ہے، اور اس کے رگ وریشہ میں حدیث سرایت کر چکی ہے، اور اس طرح اس کا جز وبدن بن چکی ہے کہ اس کو اسلامی معاشرہ کے جسم

(۱) "اسلام دوراہے پر"۔ (۲) "اسلام دوراہے پر"۔

(۳) تفصیل کے لیے کتاب "السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی" کا دوسرا باب ملاحظہ ہو جو مختلف ادوار میں سنت کے بارے میں پیدا کئے جانے والے شبہات کے بیان میں ہے، ص: ۱۲۳-۱۵۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے الگ کرنا اور محض قرآن کی بنیاد پر کوئی نیا مکمل معاشرہ قائم کرنا ممکن نہیں، خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ" (۱) (اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تا کہ آپ وضاحت کے ساتھ ان لوگوں کے لیے اس کو بیان کردیں، جو ان کے لیے نازل کیا گیا ہے)۔

حدیث نبویؐ کے ساتھ ہمیشہ مطالعہ، فہم وتحقیق، اور اس کے مراجع وماٰخذ کی نشر واشاعت اور اس کے مخطوطات ونوادر کی تحقیق وطباعت وغیرہ جیسی مختلف شکلوں میں اہتمام کیا جاتا رہا، اور اسلامی معاشرہ کا محاسبہ وجائزہ، دعوت الی الخیر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، بدعتوں اور خرافات کی تردید، مغربی تہذیب کی اندھی تقلید، عقائدی، فکری اور تہذیبی ارتداد اور مغربی تمدن کو اپنی تمام خرابیوں وکمزوریوں، اور اسلامی زندگی کے مخالف عادات، اور قوانین کے ساتھ اختیار کر لینے پر سخت نکیر کا سلسلہ ہمیشہ جوش وخروش سے اس بنیاد پر قائم رہا کہ سنت کو فیصلہ کن حیثیت حاصل رہی اور احادیث نبویہ کو قرآن کے بعد دوسرا بنیادی ماخذ یقین کیا جاتا رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی ہر دور میں حق ثابت ہوتی رہی "لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم حتى يأتي امر الله وهم كذلك" (۲) (میری امت کا ایک

(۱) النحل: ۴۴۔ (۲) "عن ثوبان، ومعاویۃ رضی اللہ عنہما" علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی متعدد اسانید وشواہد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے)

حدیث کی حجیت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والے، اور انکار سنت کا علم بلند کرنے والے اس ''چراغ مصطفوی'' کو اپنی کمزور پھونکوں سے بجھانے کی ناکام کوشش کررہے ہیں۔

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ"(۱)

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۱) الصف:۸۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org